مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب

الخطاب الملیح فی تحقیق المھدی و المسیح

پر اکبر خان شاہ نجیب آبادی کا ریویو

شوذب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس رسالہ کی تصنیف کا محرک ایک شخص کرم خان ہے جو نہایت گستاخ شخص معلوم ہوتا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بیچارے بہت ہی معمولی لیاقت کے نیم ملّا معلوم ہوتے ہین اسلئے کہ نصوص قرآنیہ کی تاویل اور تاویل اور احادیث نبوی سے استدلال کرنے مین وہ جسطرح عقل و علم سے کام نہین لے سکے اسیطرح منطق اور فلسفہ سے بالکل معرّا معلوم ہوتے ہین۔ لفظ ربوہ کے متعلق فرماتے ہین کہ اسکی تفسیر دمشق یا فلسطین غرض ملک شام کے سوا کشمیر سے کرنے کی کوئی دلیل نہین (دلیل خیر سے اپنے اثبات مدعا مین آپ نے بھی نہین لکھی) اس عبارت کو پڑھکر اور حضرت اقدس علیہ السلام کی توجیہات کو دیکھکر جو دوسری انکی تصانیف مین حضرت ؑ نے تحریر فرمائی ہین۔ بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی سادہ لوحی پر رحم آتا ہے ایک جگہ مجبور ہوکر فرماتے ہین کہ " اگر ترتیب ذکری کے ساتھ ترتیب وقوعی بھی مان لیجائے تب بھی

منکر رفع کو مفید نہین کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تہوڑی دیر کے لئے آپ کو وفات دیگئی ہو اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اُٹہا لئے گئے ہون" صفحہ ۹

مین مولویصاحب فرماتے ہین "آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتہہ بلاشک جا سکتے ہین اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اوس سے پوچہنا چاہیے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہئے۔ کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے کونسی دلیل شرعی اسکا انکار کررہی ہے۔ انشاء اللہ تعالے قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہو سکیگی" مولوی اشرف علی صاحب کی یہ بہادری قابل توجہ ہے کہ قیامت تک کوئی دلیل قایم نہو سکے گی۔ خیر سے خود ہیئت و طبئی وغیرہ سے قطعی نابلد ہین ورنہ ایک اسکول کا معمولی طالب علم جو علم طبعیات کی ابتدائی کتاب پڑہتا ہے وہ بہی اس کو محال عقلی ثابت کرسکتا ہے مگر ہمارے ناواقف مولانا فرماتے ہین کہ قیامت تک دلیل قایم نہو سکیگی۔ ایسے ہی ایسے شخصون کو دین کا پیشوا بنا کر ہمنے اسلام کو ضعیف کیا۔ مولوی اشرف علی صاحب نے اصلاح الرسوم حق السماع۔ اصلاح ترجمۂ نذیریہ۔ فتاوائے اشرفیہ وغیرہ بیسیون کتابین تصنیف کر ڈالین۔ مگر کوئی یہ تو پوچہے کہ تکفیر بازی اور آپسمین ایک

دوسرے پر غرض اتنے کے سوا مولویصاحب نے
آریون عیسائیون وغیرہ کے مقابلہ مین کون کون
سے کارنامے دکھلائے ہین۔ کفر کے فتوے
دینا تو مولویون کو خوب آتا ہے۔ مگر علم و عقل سے
کام لینا نہین جانتے۔ بھلا غیر مذاہب والے
مولانا کے اس بیان کو دیکھکر کیا کہتے ہین اور
اسلام کے علماء کی کیا وقعت اون کے دلون مین
پیدا ہوتی ہوگی۔ مولوی صاحب پہلے چند طبیعات
کے رسالے پڑھ لیتے اور علم الہوا اور علم الحرارت
اور ہیئت کے ابتدائی اصولون اور سیارگان کے
مجمل حالات سے اوّل واقفیت بہم پہونچا لیتے
تو اون کو محال عقلی ہونے کی دلیل قیامت سے
پہلے خود ہی ملجاتی۔ صفحہ ۱۰ پر جو مولویصاحب نے
جواب عث لکہا ہے اوس سے وہ اپنے مطلب
کو تو ثابت نہ کرسکے مگر ہان یہ امر بخوبی ثابت
فرمادیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا
نبی آنا ممکن ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع
ہو اور یہ ہمارے مفید مدعا ہے۔ مولویصاحب نے
اسباب کے جواب مین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام
آسمان پر کیا کرتے ہونگے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
جنّت سے میوے بھجوا دیتا ہے۔
صفحہ ۱۲ پر ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

کے متعلق مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ قیامت میں مُردوں کو زندہ کرنا تو سب سے بڑھکر سنّت اللہ کی تبدیل ہے اور پھر تمام صفوں میں اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے نہایت ہی رکیک اور لچر ہے۔ حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ کمال تشابہ کے لئے ہے اور ثبوت میں یہ شعر جو شاید خسرو کا ہے لکھتے ہیں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مگر لطف یہ ہے کہ یہ شعر بالکل ہمارے مدعا کو ثابت کرتا ہے۔ حضرت الیاس ؑ کے نزول کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو مولویصاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ ہمارا مدار استدلال نہیں اسلئے کچھ حاجت بیان نہیں۔ سُبْحَانَ اللہ۔ کیا دین کے علماء ایسے ہی دیانتدار ہوتے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اپنے حریف کو ساکت کر دیں چاہے احقاق حق نہ ہو سکے۔ دار قطنی والی۔ کسوف و خسوف کی حدیث کا جب کوئی جواب مولویصاحب سے نہ بن پڑا تو فرمانے لگے کہ یہ کسوف و خسوف جو واقع ہو چکا قاعدہ ہیئت کے موافق ہوا اور وہ کسوف و خسوف جسکی خبر دیگئی ہے قاعدہ ہیئت کے خلاف ہوگا۔ مولوی صاحب محال عقلی کو تو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے چنانچہ یہاں محال عقلی کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ مگر

مولوی صاحب محال عقلی کو تو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے چنانچہ یہاں محال عقلی کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ پھر اس خلاف قاعدہ ہیئت کسوف وخسوف کے بعد ایمان بالغیب بھی رہے گا یا نہیں؟ احادیث متعلق اعمال میں بمقابلہ احادیث متعلق عقائد کے احتمالات کیوں زیادہ دخل نہیں دے سکتے اس موٹی سی بات سے بھی مولوی صاحب ناواقف ہیں حالانکہ اس کو ایک جاہل آدمی بھی سمجھنا چاہے تو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر نبوۃ (مامور من اللہ ہونے) کا دعوےٰ کرے اور وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو اسوقت وہ ہلاک کیا جائیگا جبکہ خلق کے گمراہ ہونے کا احتمال ہو ورنہ نہیں۔ مگر مولوی صاحب کو یہ خبر نہیں کہ چار لاکھ خدا کے نیک بندے۔ جنمیں بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ متکلم۔ صوفی وغیرہ شامل ہیں حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم کر چکے ہیں اور آئندہ اس سلسلہ کو روز افزوں ترقی ہے۔ مولوی صاحب کے خیال میں ابھی تک لوگوں کے گمراہ (بزعم مولوی صاحب) ہونے کا اندیشہ ہی نہیں۔ اگر مثال میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مانند کوئی دوسرا مدعی بتا دیتے کہ اوس نے اسقدر عرصہ تک کامیابی کے ساتھ اپنے مشن کو ترقی دی ہو تو اچھا تھا۔ مگر ایک مولوی

صاحب کیا اگر ساری دنیا کے آدمی بھی ملکر کوئی ایسی
مثال تلاش کرنا چاہینگے تو نہ ملے گی سب سے زیادہ
توجہ کی قابل بات اس رسالہ مین یہ ہے کہ مولوی
اشرفعلی صاحب نے سوائے چند مجروح و
موضوع احادیث کے اپنے مدعا کے اثبات مین
صحیح بخاری یعنی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی
ایک حدیث بھی قسم کھانے کو بیان نہین فرمائی
اور مولوی صاحب کیا کسی دوسرے کو بھی صحیح بخاری
سے ایسے لغو عقیدہ کے متعلق کوئی ثبوت دستیاب
نہین ہو سکتا کیونکہ امام بخاری تو ہمارے امام
علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور آپ کو
اپنے دعاوی مین صادق سمجھنے والے ہین۔

فالحمد للہ

راقم

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی ۱۶ ؍ دسمبر ۱۹۰۵ء